(TQ Lesson 248 Surah Mumin 1-22 tafsir (1

سورۃ المؤمن اس کا ایک اور نام بھی ہے سورۃ غافر اور اس کا ایک تیسرا نام بھی ہے اسے سورۃ الطول بھی کہتے ہی اور اس کا چوتھا نام **حم** ہے یہ اس کا قرآنی نام ہے کیونکہ یہ سورۃ **حم** سے شروع ہو رہی ہے یہاں سورۃ المومن سے سورۃ الاحقاف تک 7 سورتیں ہیں جو حم سے شروع ہو رہی ہیں اس کو **سبع حوامیم** بھی کہتے ہیں یا آل حم یا حوامیم کہا جاتا ہے۔ سب کے آغاز میں کتاب کا ذکر ہے اور اس سورۃ کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **آل حم دیباج القرآن ہے** ۔ دیباج ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں اور ریشمی کپڑا ہم کیوں پہنتے ہیں زینت کے لئے خوبصورتی کے لئے یا پھر کوئی خوشی کا موقع ہوتا ہے تو یہ وہ سورتیں ہیں جو کہ قرآن کی زینت ہیں اس کے ریشمی کپڑے ہیں پھر اس کے بعد مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ ان کو عرائس کہا جاتا ہے۔ عرائس عروسہ کی جمع ہے یعنی دلہنیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا **وَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَإِنَّ لباب الْقُرْآن " آل حم "** . کہ ہر چیز کا ایک مغز اور خلاصہ ہوتا ہے۔ قرآن کا خلاصہ آل حم ہیں یا پھر ان نے فرمایا کہ حوامیم ہیں۔ حامیم کی جمع حوامیم ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت منسوب کی جاتی ہے۔ **لِكُلِّ شيءٍ ثَمَرَةٍ إِنَّ ثَمَرَةَ الْقُرْآنُ حَوَامِيْم** کہ "ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے/ ہر چیز کا ایک ثمرہ ہوتا ہے اور قرآن کا ثمرہ حوامیم ہیں" اور آپ دیکھیں کہ حضرت عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کی رہائش کے لئے جگہ کی تلاش میں نکلا تو کسی ہرے بھرے میدان کو دیکھ کر خوش ہو رہا ہے اچانک اور آگے گیا تو اسے کیا نظر آیا **الرُّوضَاتِ الدَّمَثَات** گویا کہ ایسے باغ اسے ملے جن کی زمین میں اگانے کا مادہ سب سے زیادہ ہے آپ کو پتہ ہے کہ ایک ہوتا ہے جنۃ یعنی باغ پھر ایک ہوتا ہے **روضہ۔ جنۃ** کے اندر ہی **روضہ** ہوتا ہے جو باغ کا سب سے پر بہار مقام ہوتا ہے جو سب سے ذرخیز جگہ ہوتی ہے تو وہ اپنے گھر والوں کے لئے رہائش کی جگہ دیکھنے کے لئے نکلا اچانک ہرا بھرا میدان نظر آیا آگے گیا تو **الرُّوضَاتِ الدَّمَثَات** نظر آئے اب ایسے باغات ملے جن کی زمین میں اگانے کا مادہ سب سے زیادہ ہے ان کو دیکھ کر کہنے لگا میں تو بارش کی پہلی ہریالی کو دیکھ کر تعجب کر رہا تھا یہ تو اس سے بھی عجیب تر ہے تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ پہلی ہریالی اور سرسبزی کی مثال، تو عام قرآن جو اب تک پڑھا **قرآن کی عظمت** کی مثال ہے اور**الرُّوضَاتِ الدَّمَثَات** کی مثال قرآن میں آل حم کی ہے۔ آپ پھر اس کو کیسے کہیں گی کہ عام جو باغ ہے وہ تو باقی قرآن ہے اور یہ جو آل حم ہیں یہ **الرُّوضَاتِ الدَّمَثَات** ہیں۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں تلاوت قرآن کرتے ہوئے آل حم پر آ جاتا ہوں تو گویا ان میں میری بڑی تفریح ہو جاتی ہے۔ تو یہ سورتیں ہیں جن کا آغاز سورۃ المومن(غافر ،الطول) سے ہوتا ہے اور ختم جا کر سورۃ الاحقاف پہ ہو گا۔ اب ہم حم کا آغاز کرتے ہیں۔

آیت نمبر 1۔ حم

سورۃ کا آغاز **حم** سے ہوتا ہے اور یہ حروف مقطعات میں سے ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ **حم** سے مراد ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ ہو چکا اور ایک رائے کیا ہے؟ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے **حم** اور بہرحال جو بات یاد رکھنی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سورتیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں ان کا آغاز جیسے حروف مقطعات سے اور ان کا مزاج بھی ملتا جلتا ہے اور قرآن مجید حروف مقطعات سے بنا اور اہل مکہ حروف تہجی کو جانتے تھے لیکن حروف تہجی سے کوئی سورۃ یا کچھ آیتیں بھی بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو بہرحال حروف مقطعات کیا ہیں؟ ان کے معنی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں اور ایسی مثال دینے سے ساری دنیا عاجز ہے، بے بس ہے

حم کہہ کر اللہ رب العزت نے کیا کہا

آیت نمبر 2۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

ترجمہ۔ اِس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔

تَنْزِيل مصدر ہے اس کے معنی ہیں **مُنَزَّل** نازل کیا گیا یہ **تَنْزِيل** مفعول کے وزن پر ہے اور اس کے علاوہ **تَنْزِيل** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ درجہ بدرجہ ضرورت کے مطابق اہتمام سے اتارنا۔ ایک ہوتا ہے کسی چیز کو فوراً دے دیا جائے اکٹھا سارا لیکن ایسے نہیں درجہ بدرجہ ضرورت کے مطابق اور قرآن مجید 23 سال کے عرصے میں ضرورت کے مطابق درجہ بدرجہ بڑے اہتمام کے ساتھ نازل کیا گیا **الْكِتَابِ** تو اتارا جانا الکتاب کا **الْكِتَابِ** یہاں پر معرفہ آیا ہے **"ا ل"** نے اس کو خاص کے معنی دیئے ہیں نازل کیا جانا **الْكِتَابِ** اس کتاب کا۔ یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں ہے یہ بڑی خاص کتاب ہے (قرآن مجید) اس کا نازل کیا جانا **مِنَ اللَّهِ** کی طرف سے ہے اور جس نے اس کتاب کو نازل کیا وہ ذات عام ذات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی یہاں پر صفات بتائی جارہی ہیں اور آپ دیکھیں گی کہ آیت نمبر دو اور آیت نمبر تین میں اللہ تعالیٰ کی چھ صفات کا ذکر ہے کہ قرآن مجید کو نازل کرنے والی ہستی عام ہستی نہیں ہے وہ کوئی معمولی ہستی نہیں ہے وہ بڑی ہی خاص ہستی ہے اور نمبر ایک **"اللّٰہ"** اور یہ اللہ کا ذاتی نام ہے۔ ایک اللہ کا ذاتی نام ہے اور آگے اس کے چھ صفاتی نام آئے ہیں اللہ تعالیٰ کی چھ خصوصیات کا ذکر کیا جارہا ہے تو گویا کہ قرآن مجید کو جس نے نازل کیا وہ کوئی معمولی ذات نہیں ہے وہ اللہ ہے اس کو **اِلٰہ** بنانا چاہئے اصل میں وہی **اِلَٰہ** ہے اور **اِلَٰہ** کے معنی کیا ہیں؟ **اللّٰہ** ، یہ اللہ کا ذاتی نام ہے باقی سارے نام اللہ کے صفاتی نام ہیں تو ایک بات یاد رکھیں آپ اس کو بہت توجہ سے سنیں کیونکہ اللہ آپ بچپن سے پڑھتے ہیں بار بار سنتے ہیں اس سلسلے میں کچھ باتیں یاد کرلیں تو بڑی کام کی ہیں نمبر ایک اللہ کے کیا معنی ہیں۔ اگر کہا جائے **أَلِهْتُ إِلیٰ فُلَانٍ** تو اس کے معنی ہیں **سَكَنْتُ إِلیٰ فُلَانٍ** کہ میں نے فلاں سے سکون حاصل کیا تو معنی پھر کیا ہوئے کہ اللہ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ **أَلِهْتُ** کا مطلب ہے **سَكَنْتُ** کہ اللہ کے نام سے سکون ملتا ہے تو پھر معنی کیا ہوئے؟ اللہ وہ ہے جو آرامِ دلِ عارفین ہے وہ جو مضطرب قلب کے لئے تسکین ہے اور اللہ کون ہے؟ **أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد-28)** "خبردار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے "تو یہ ہے اللہ کی شان تو اللہ کے کیا معنی پتہ چلا **سَكَنْتُ ۔** نمبر 2۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اللہ **اَلِهَ ، يَالَهُ وَلْهٌ** سے مشتق ہے **(ا ل ہ،** اور الف سےمراد همزہ ہے) اور اس کے معنی ہیں شیدائی ہونا فریفتہ ہونا اللہ وہ ہے کہ دل اس کا والہانہ اقرار کرتا ہے **وَلْهٌ** سے ٹھیک ہے تو گویا کہ اللہ تعالی پر تمام روحیں **شیفْتَہ** ہوتی ہیں وارفتہ ہوتی ہیں قربان ہوتی ہیں۔ نمبر 3۔ معنی کیا ہیں **اِلَٰہ لَاهٌ** سے مشتق ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بلند شان کہ اللہ کیسا ہے برتر اور اعلیٰ ہے فہم اور ادراک سے بالاتر ہے چوتھے معنی اس کے ہیں **لَاهَ - يَلِيهُ - لِيْهًا** اس کے معنی ہوتے ہیں حجاب جیسے **احتجاب (مخفی ہونا)** کہ اللہ کی ذات کا نور وہ کیا ہے؟ **سِرِّ کبریٰ** ہے چھپا ہوا ہے حجاب ہے نمبر 5۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے معنی کیا ہے **أَلْهَ الفَصِيْلُ۔** فصیل کیا ہوتا ہے فاصلہ ہونا یا پھر یہ کہ **أَلْهَ الفَصِيْلُ** کے معنی ہیں بچے کا اپنی ماں کی طرف ضرورت مند ہونا / احتیاج مند ہونا تو اللہ وہ ذات ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں اور نمبر 6۔ **اَلِهَ، يَالَهُ، اِلاَهةً** اس کے معنی ہیں کہ اس سے ڈرتا رہا، اس کی پناہ ڈھونڈی تو بہرحال میں نے آپ کے سامنے اللہ کے چھ معنی رکھے ہیں نمبر1۔ **سَكَنْتُ۔** نمبر 2۔ وارفتگی**(وَلہٌ)۔** نمبر 3۔ **لَاهٌ** سے بلند شان نمبر 4۔ **لَاهَ يَلِيْہُ ، لِيَهًا** سے احتجاب چھپا ہوا ہونا حجاب سے۔ نمبر 5۔ **أَلِهَ الفَصِيْلُ** جس طرح بچہ اپنی ماں کے لئے احتیاج مند ہوتا ہے اسی طرح ہم سب اللہ کے محتاج ہیں اور نمبر 6۔ **اَلِهَ، يَالَهُ، اِلاَهةً** - پناہ ڈھونڈنا

تو سب لوگ اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں تو بہرحال یہ اگر بات سمجھ میں آ جائے تو اس سے اللہ کی عظمت اللہ کی رفعت و بلندی اور اللہ کی معرفت اللہ تعالی اس کی طرف رجوع کرنا اور اس سے سکون حاصل کرنا یہ ساری باتیں انشاءاللہ ہمیں سمجھ میں آتی چلی جائیں گی۔ تو پھر بات کیا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کو نازل کیا ایسی ذات نے قرآن نازل کیا جس کے اندر یہ صفات پائی جاتی ہیں اور دوسری اللہ کی صفت **الْعَزِيزِ** ہے اللہ کی ذات عام ذات نہیں ہے بلکہ آپ کو پتہ ہی ہے کہ **الْعَزِيزِ** کے معنی عزت کے بھی ہیں اس کے معنی غلبہ کے بھی ہیں قوت کے بھی ہیں تو اللہ تعالی کی ذات کیسی ہے؟ **الْعَزِيزِ** ہے قوت والا ہے غلبہ والا ہے شان والا ہے۔ **وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (8۔ المنافقون)** حالانکہ عزت تو الله اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے اور سورۃ نساء میں آپ پڑھ چکی ہیں **أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (139۔ النساء)** حالانکہ عزت تو الله اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے عزت غلبہ سارا کا سارا اللہ کے لئے ہے اور یہاں پہ **عَزِيزِ** کی صفت آئی ہے غالب کے لئے دوسرا جو اللہ کا یہاں پہ تعارف بتایا گیا ہے جو اللہ کی شان ہے ایک اللہ ہی کو مزید واضح کرنے کے لئے اور وہ ہے اللہ کی صفت **الْعَلِيمِ** اور آپ دیکھ لیجئے کہ **الْعَلِيمِ** یہ بھی اللہ کے مشہور ناموں میں سے ہے **(ع ل م)**۔ قرآن مجید میں اللہ کا نام **الْعَلِيمِ** بھی ہے اور کہیں **عَالِمِ** بھی ہے۔ **وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (81۔ الانبیاء)** اللہ تعالی کیا کہتے ہیں ہم ہر شے کو جانتے ہیں تو اللہ کا نام **عَالِمِ** بھی آیا اسی طرح **أَعْلَمُ** بھی آیا **اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ(124۔ الانعام)** اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے۔ گویا کہ 15 جگہ پر ہمیں **عَالِمِ** ملتا ہے اور قرآن مجید میں **عٰلِمُ الْغَيْبِ** بھی آیا پھر **عَلَّامُ الْغُيُوبِ** بھی آیا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کے علیم ہونے کے مختلف درجے ہیں کہیں آیا **الْعَلِيمِ** کہیں **عٰلِمْ** کہیں **عَالِمِ عَلَّامُ** اور کہیں **عٰلِمِ الْغَيْبِ** اور کہیں **عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔** تو **إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (119۔ آل عمران)** اللہ دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔ پھرسورۃ النحل میں **إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (28۔ النحل)** اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ پھر **أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (231۔ البقرہ)** ایک ہی بات کو مختلف انداز میں کہا گیا ہے **ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (12۔ سورۃ فُصِّلَت)** یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے پھر سورۃ ھود میں ہے. **يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ (5۔ ھود)** وہ اِن کی چھپی اور کھلی سب باتوں کو جانتا ہے . تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں کیسے پتہ چلے گا کہ وہ خود **الْعَلِيمِ** ہے اور آپ دیکھ لیں یہاں بھی سب کے شروع میں **(ا ل)** لگا ہوا ہے اور **الْعَلِيمِ** کا مطلب کیا ہے کہ اللہ تعالی کے پاس علم ہےاور کیسا علم ہے؟ زمین کے اندر کا آسمانوں کے اوپر کا اور انسان کے سینے کے اندر جو کچھ ہے اس کا بھی پھر اوپر سے جو چیزیں نازل ہوتی ہیں زمین سے جو اوپر جاتی ہیں ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ اور اس سے بھی چھوٹی چھوٹی جسامت حتیٰ کہ میرے اور آپ کے دل کی دھڑکن میری اور آپ کی آنکھوں کی جو پلکیں ان کا جھپکنا ایک ایک جو حرکت ہے ہم سب کی وہ سب اللہ تعالی جانتے ہیں۔ اللہ تعالی اپنا تعارف کروا رہے ہیں کہ اس نے قرآن نازل کیا اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ قرآن کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ناقص ہے نامکمل ہے یا میری اور آپ کی ضروریات کا احاطہ نہیں کرتی۔ جیسے ہم اپنے گھر میں کھانا پکاتے ہیں تو recipe کا تبادلہ کرتے ہیں اور بدلتے رہتے ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ میری کمی تھی اس طرح اور چیز ٹھیک ہوگی لیکن اللہ تعالی کہتے ہیں **أَعْلَمُ** ہے **عَلِيمٌ** ہے عالم ہیں خوب جاننے والے ہیں اللہ تعالی کا علم مستقل ہے اور جو شروع میں بات کہہ دی کہ آخر تک ہم سب کے لئے وہی ٹھیک ہے تو اس نے قرآن مجید کو نازل کیا پھر تیسری صفت کیا ہے

آیت نمبر 3۔ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

ترجمہ۔ گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا اور بڑا صاحب فضل ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں، اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے

غَافِرِ الذَّنْبِ اور آپ دیکھیں **غَافِرِ** کی صفت آئی ہے **الذَّنْبِ۔** **غَافِرِ** یہ اسم فاعل ہے گناہ چھپانے والا (اب آپ دیکھ لیں میں نے آپ کو جس دن غفور کے بارے میں بتایا تھا تب غافر کا بھی بتایا تھا ہے) کیونکہ غفور کا مادہ کیا ہے؟ (**غ ف ر**) غفار کا مادہ کیا ہے ؟ (**غ ف ر**) غفران کا مادہ کیا ہے؟ (**غ ف ر**) اور غافر کا (**غ ف ر**) تو **غَافِرِ** کون ہے ؟ اللہ تعالی اور وہ کیا کرنے والے ہیں؟ گناہوں کو چھپانے والے تو ایک رائے یہ ہے کہ روز محشر اللہ تعالی گناہوں کو چھپانے والے ہیں۔ **ذَنْب** کسے کہتے ہیں؟ گناہ کو اور اس کی جمع کیا ہے **ذنُوب** آپ پڑھ چکیں تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں گناہوں کو چھپانے والا ہوں۔ کہ قرآن مجید جو نازل کیا۔ قرآن کی دولت سے جو تمہیں مالا مال کیا تو لوگوں تم میری طرف لوٹ آؤ تو میں کیا کروں گا؟ میں تمہارے جو گناہ ہیں ان کو چھپا دوں گا **وَقَابِلِ التَّوْبِ** یہ چوتھی صفت ہے **قَابِلِ** یہ بھی اسم فاعل ہے قبول کرنے والا اور **قَابِلِ** فاعِل کے وزن پر ہے کہ قبول کرنے والا ہے کس کو؟ **التَّوْبِ** کو اور **تَوْب** کسے کہتے ہیں لوٹ آنا پلٹ آنا رجوع کرنا۔ تو کہاں لوٹنا؟ گناہوں سے نیکیوں کی طرف لوٹنا شیطان سے رحمان کی طرف لوٹنا گناہوں کے راستے کو چھوڑ کر صراط مستقیم جنت کے راستے کی طرف چلنا شروع کرنا تو **وَقَابِلِ التَّوْبِ** تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بات کہہ دی کہ **غَافِرِ الذَّنْبِ** کہ میں گناہ بخشنے والا ہوں تو یہ کہنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کہ **وَقَابِلِ التَّوْبِ** یہ دو جو لفظ آئے ہیں الگ الگ اگر آپ غور کریں تو مفہوم تو ملتا جلتا ہے تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **غَافِرِ الذَّنْبِ** کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ کسی بندے کا گناہ بغیر توبہ کے بھی معاف کر دے مثلاً کیسے؟ بغیر توبہ کے گناہ کیسے معاف ہوتے ہیں جوں جوں آپ زندگی میں نیکیاں کرتے چلے جاتے ہیں تو گناہ معاف ہوتے چلے جاتے ہیں آپ پیچھے پڑھ چکی نا کہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں ہے تو **غَافِرِ الذَّنْبِ** کے معنی کیا ہیں؟ کہ اللہ کسی بندے کا گناہ بغیر توبہ کے بھی معاف کر سکتا ہے اور پھر اللہ کی صفت کیا ہے؟ **وَقَابِلِ التَّوْبِ** اور جو توبہ کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اللہ توبہ کرنے والوں کو معافی دیتا ہے بڑا خوش ہوتا ہے لیکن توبہ کرنے کی شرائط کیا ہیں؟ جو بھی توبہ کرے تو اس کی شرط کیا ہے؟ کہ " **توبۃ النصوح**" ہونی چاہئے **نصوح** خالص چیز کو کہتے ہیں اور یہ لفظ **نصح الثَّوب** کے لئے بھی آتا ہے کہ کپڑا جو ہے پھٹ جائے جب اس کو سی لیا جائے تو کہتے ہیں **نصح الثَّوب** اسی طرح شہد کے اندر مکھی کے پر اس کے ٹانگیں اس کے پاؤں بازو وغیرہ موم کا چھتہ ساری چیزیں ہوتی ہیں تو وہ شہد جو ان سب چیزوں سے پاک کر لیا جائے صاف کر لیا جائے اس کو بھی کہتے ہیں **النصوح العسل۔** تو **توبۃ النصوح** خالص توبہ وہ توبہ ہے جس میں اخلاص ہو اور جس میں انسان اپنے گناہوں پر نادم ہو اور توبہ کرنے کے بعد وہ نیک کام کرنے شروع کر دے اور توبہ کو توڑے نہیں قائم رہے اس پر ساری زندگی کیونکہ بعض لوگ معافی کی امید پر توبہ کرتے ہیں اور زندگی کی امید پر گناہ کرتے ہیں یہ کوئی بات نہیں تو اصل بات کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تیسری صفت **غَافِرِ الذَّنْبِ،** چوتھی **وَقَابِلِ التَّوْبِ** پانچویں **شَدِيدِ الْعِقَابِ** پانچویں صفت بڑی زبردست ہے بڑی اہم ہے **شَدِيدِ** اسکے معنی کیا ہوتے ہیں؟ سخت **الْعِقَابِ** آپ کو پتہ ہی ہے کہ **عقب** جو ہے پاؤں کی ایڑی کو کہتے ہیں ایڑی آگے ہوتی ہے یا پاؤں کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے؟ پیچھے تو پاؤں کی انگلیاں اور باقی حصہ آگے ہوتا ہےلیکن ایڑی پیچھے ہوتی ہے تو جس طرح پاؤں کے پیچھے ایڑی ہوتی ہے اسی طرح انسان جو عمل کرتا ہے جو گناہ کرتا ہے جو زیادتیاں کرتا ہے تو اس کے پیچھے کیا آئے گا؟ **شَدِيدِ الْعِقَابِ** اللہ کی سخت پکڑ ، انجام **الْعِقَابِ** کے پھر

معنی کیا ہیں کہ اللّٰہ تعالی جب پکڑے گا جب سزا دے گا تو سخت پکڑے گا اور چھٹی صفت ،اللّٰہ کا تعارف جس نے قرآن کو نازل کیا وہ کیا ہے؟ **ذِي الطَّوْلِ** تو اس سلسلے میں مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اصل میں **ذُو ذَا** اور **ذِی** ہوتے ہیں تو **ذِی** یہاں پہ مجرور کی ہے جر کی حالت میں ہیں اور **الطَّوْلِ** کے ایک معنی ہوتے ہیں وسعت کے آپ دیکھیں آپ کہتی ہیں کہ طول لمبائی کے لئے آپ اس کا استعمال کرتی ہیں اور مال کی وسعت کے لئے بھی آتا ہے ہے اور اگر کسی کا جسم اور اس کا ڈیل ڈول کھلا ہو چوڑا ہو لمبا ہو اس کے لئے بھی آتا ہے آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں طالوت جالوت کے بارے میں جب پڑھا تھا ہے تو طالوت کو جب ان پر بادشاہ بنایا گیا تو **بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ** جسم ان کا بڑا اچھا تھا تو اسی طرح یہ لفظ قدرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے **الطَّوْلِ** قدرت والا ہے اللّٰہ تعالی اور اس کے معنی فضل اور احسان کے بھی ہیں تو اللّٰہ تعالی کی چھ صفات کا ذکر کیا گیا کیوں؟ کہ قرآن مجید کو نازل کرنے والا کوئی معمولی نہیں ہے قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور اہل مکہ مکہ کی گلیوں میں جھگڑنے لگے قرآن کا اور صاحبِ قرآن کا مذاق اڑانے لگے اور اللّٰہ تعالی یہاں پہ یہ بات بتا رہے ہیں کہ یہ کتاب کسی کمزور ہستی کی طرف سے نہیں بلکہ کائنات کی غالب ترین ہستی کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور جس نے نازل کیا وہ پورا پورا علم رکھنے والا ہے اور پھر کیا ہے؟ اور وہ بندے جو قرآن پر ایمان لاتے ہیں قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں اللّٰہ خود بخود ان کے گناہ بخشتا چلا جاتا ہے اتنا مہربان ہے اور چوتھی بات کیاہے کہ جو توبہ کر کے اللّٰہ کی طرف آتے ہیں کافر یا عام مسلمان بھی جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اللّٰہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور پانچویں **شَدِيدِ الْعِقَابِ** جو توبہ نہ کریں جو ایمان نہ لائیں جو اللّٰہ کی طرف رجوع نہ کریں جو باغی اور سرکش بن جائیں جن کی گردنیں کبر سے اکڑی رہیں اللّٰہ تعالیٰ پھر ان کی گردنوں کو توڑ بھی سکتا ہے سزا بھی دے سکتا ہے کیوں؟ **شَدِيدِ الْعِقَابِ** ہے دنیا میں بھی پھر آخرت میں بھی اور چھٹی صفت یہ ہے پھر اللّٰہ سزا کیوں نہیں دیتا وہ پکڑتا کیوں نہیں وہ مجرموں کو بھی نوازتا کیوں چلا جاتا ہے (مجرم یہ کہتے تھے کہ جب ہم انکار کر رہے ہیں تو اللّٰہ پکڑتا کیوں نہیں) تو تعارف کروایا کہ وہ تو**ذِي الطَّوْلِ** ہے وہ فوراً نافرمانوں کو اپنے انعامات سے محروم نہیں کرتا وہ تو بڑا کشادگی رکھنے والا ہے بڑے فضل اور احسان والا ہے بڑی وسعت والا ہے یہ مال کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے بڑا کچھ ہے اس اللّٰہ کے پاس تو گویا کہ ساتھ ہی اللّٰہ تعالیٰ نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ جس کی ایسی صفات ہوں **لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ** ؕ نہیں کوئی معبود مگر وہی **إِلَيْهِ الْمَصِيرُ** اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو شروع بھی اللّٰہ سے ہوا **مِنَ اللَّهِ** قرآن نازل ہوا اللّٰہ کی طرف سے جس کی چھ صفات تو جس کی ایسی صفات ہوں تو اہل مکہ **الہ** وہی تو ہونا چاہئے کوئی اس کے سوا اور معبود نہیں ہونا چاہئے اور جب اللّٰہ کو **الہ** بنا لیا جائے اللّٰہ کو **الہ** مان لیا جائے تو پھر اللّٰہ کون ہے ؟ جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے پھر اللّٰہ کون ہے؟ جس کا دل شیدائی ہونا چاہئے۔ پھر اللّٰہ کون ہے؟ جو بلند شان والا ہے۔ پھر اللّٰہ کون ہے ؟ جو کہ ہم سے چھپا ہوا ہے۔ لیکن وہ اپنی قدرت سے پہچانا جاتا ہے۔ پھر وہ اللّٰہ کون ہے؟ کہ ہم سب اس کے ضرورت مند ہیں ہم اس کے محتاج ہیں۔ پھر وہ اللّٰہ کون ہے؟ ہم سب کو اسی سے ڈر کر اس کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے تو یہ ہے اصل بات کہ ہم اللّٰہ کی طرف رجوع کریں اللّٰہ کے لئے سجدہ کریں اپنے دلوں کوسکون دیں تسکین دیں اور اللّٰہ ایسے لوگوں کو بہت پسند کرتا ہے **لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ** (عقیدہ توحید) **إِلَيْهِ الْمَصِيرُ** (عقیدہ آخرت) اللّٰہ کا جتنا تعارف کروایا گیا تو دو دلائل میرے اور آپ کے سامنے لاکر دئیے گئے **الْمَصِيرُ** یہ مصدر میمی ہے ظرف زمان و مکان دونوں ہی لوٹنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں اور لوٹنے کی حالت کو بھی کہتے ہیں تو گویا کہ اللّٰہ تعالی نے اپنا تعارف کروایا اور بڑا ہی خوبصورت کروایا یہ جو آیات ہیں ان آیات کے بارے میں ایک بڑا ہی خوبصورت اور عجیب واقعہ ہے کہ حضرت

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے کے علاقہ میں تھا۔ میں ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو رکعت پڑھ لوں۔ میں نے نماز سے پہلے حم المومن کی آیتیں **إِلَيْهِ الْمَصِيرُ** تک پڑھیں، (حامیم کو حامیم المومن بھی کہتے ہیں آگے اس میں ایک مومن کا ذکر بھی آتا ہے جو کہ فرعون کے ساتھیوں میں سے تھا اور ایمان لے آیا تو اصل میں کیونکہ 7 سورتیں حامیم سے شروع ہو رہی ہیں تو حم السجدہ ،حم المومن اس کو فرق کرنے کے لئے) اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم **«غافر الذنب»** کہو تو اس کے ساتھ یہ دعا کرو، **«یاغافر الذنب اغفرلی ذنبی»** یعنی اے گناہوں کے بخشنے والے اور خودبخود بخشنے والے **اغفرلی** (اور ہم سب کو کیا کہنا چاہتے ہیں یہ اغفر لنا اے اللہ تو ہمیں بخش دے)۔ اور جب تم پڑھو **«وَقَابِلِ التَّوْبِ** تو یہ دعا کرو **«يَا قَابِلِ التَّوْبِ اِقْبَلْ تُوبَتِیْ»** یعنی اے توبہ کے قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما، (اور ہم کیا کہیں **تُوبَتِنا)** پھر جب پڑھو **«شَدِيدِ الْعِقَابِ »** تو یہ دعا کرو **«یاشدید العقاب لا تعاقبنی»** ۔ یعنی اے سخت عقاب والے مجھے عذاب نہ دیجئے (ہم کیا کہیں گے **لا تعاقبنا)** اور جب **ذِي الطَّوْلِ** پڑھو تو یہ دعا کرو **یا ذِي الطَّوْلِ (طل علی بخیر)** ۔ یعنی اے انعام و احسان کرنے والے مجھ پر انعام فرما (ہم علینا کہہ سکتے ہیں)حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ نصیحت سننے کے بعد جو ادھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا۔ لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص ایسے لباس میں یہاں سے گزرا ہے، سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا بہرحال انہی آیات کی تاثیر میں حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ کا ایک بڑا خوبصورت واقعہ ہے وہ واقعہ کیا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ پاس ایک شخص آیا کرتا تھا آپ سے ملتا اور آپکی صحبت سے فیض حاصل کرتا ،وہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعب شخص تھاپھر یوں ہوا کہ اس نے آنا چھوڑ دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا۔اب وہ نظر نہیں آتا لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں بدمست رہنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ کو بہت دکھ ہوا پھر آپ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا کہ یہ خط لکھو۔ - **" من عمر بن الخطاب إلى فلان ابن فلان ، سلام عليك ، فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو ، غافر الذنب وقابل التوب ، شديد العقاب ، ذي الطول ، لا إله إلا هو إليه المصير "** منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں۔- سلام علیک، اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللّٰہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔- پھر سب سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے، اور اس کی توبہ قبول فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کردی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک کہ وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے ۔ جب اس کے پاس حضرت فاروق اعظم کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا اور روتا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے **غافر الذنب** ۔ پھر رونے لگا اور شراب خوری سے باز آ گیا، تو ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا۔- اب کیا ہوا اب یہ خط تو دے دیا گیا اس نے پڑھ بھی لیا اس کے اثرات جو بھی تھے اب حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ اس کے بارے میں پھر پوچھتے کہ کیا اس کے کسی اثر کی کوئی خبر ملی، کچھ پتہ چلا لوگوں نے کہا کہ اب اس نے توبہ کر لی سچی توبہ تو آپ نے پھر لوگوں کو کیا کہا؟ کہ جب کسی بھائی کی لغزش کا پتہ چلے کہ وہ اس طرح برائی میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس کو درستگی پر لانے کی فکر کرو نمبر 1۔ اس کی

تدبیر کرو نمبر 2۔ اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ (یہ بڑی خوبصورت آیات ہیں ایک طرف اللہ کی رحمت کا بھروسہ بھی ہے اور ساتھ میں اللہ کی پکڑ کا ڈراوا بھی ہے تو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ) نمبر 3۔ اور اللہ سے اس کے لئے دعا بھی کرو کہ وہ توبہ کر لے نمبر 4۔ اور تم اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار مت بنو شیطان کے مددگار کیسے بنتے ہیں؟ جب کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں وہ بڑا برا ہے وہ بہت گندا ہے میں نے ملنا چھوڑ دیا اور پھر اس سے نفرت کرتے ہیں اس کے گناہوں سے نفرت کرنی چاہئے تو کیا کہا اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار مت بنو اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے دور کر دوگے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی تو ان آیتوں سے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس واقعے سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہےکہ یہ آیات دعوت اور تبلیغ کی خدمت انجام دینے والوں کے لئے عظیم الشان نسخہ ہیں اور دوسری بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈراوا بھی ہے اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی امید بھی ہے تو یہ بڑی خوبصورت آیات ہیں۔ **حم () تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ () غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ()**۔ پھر اس کے بعد اللہ رب العزت اب بات کی طرف آتے ہیں بات کیا ہے

آیت نمبر 4۔ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ

ترجمہ۔ اللہ کی آیات میں جھگڑے نہیں کرتے مگر صرف وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے اِس کے بعد دنیا کے ملکوں میں اُن کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے

مَا يُجَادِلُ نہیں وہ جھگڑا کرتے اور بات ہو رہی ہے جھگڑا کرنے کی اور مجادلہ کرنا جھگڑا کرنا اور جھگڑا کس طرح کیا جاتا ہے؟ کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو مل کر جھگڑا کرتے ہیں جھگڑا کرنے والا کبھی بھی اکیلا نہیں ہوتا بلکہ کیا ہوتا ہے کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر جھگڑا کیا جاتا ہے اور جھگڑے کے لئے قرآن میں کتنے لفظ آئے ہیں؟ 8 لفظ آئے ہیں اور یہاں پہ **يُجَادِلُ** تو **جَدَل** یہ 8 میں سے چوتھا درجہ ہے اور **جَدَل** کے معنی کیا ہوتے ہیں آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں کہ گفتگو میں دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش عام جھگڑا نہیں بلکہ گفتگو میں دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا تو اللہ رب العزت فرما رہے ہیں اعلان کر رہے ہیں کہ۔ **مَا يُجَادِلُ** نہیں وہ جھگڑا کرتے **فِي آيَاتِ اللَّهِ** اللہ کی آیات میں (کہ وہ جھگڑتے ہیں اللہ کی آیات میں) **إِلَّا** مگر ، اب جھگڑا کرنے والے کون ہیں جو پیارے رسول پر اہل ایمان پر غالب آنا چاہتے تھے **الَّذِينَ كَفَرُوا** وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، انکار کیا تو انکار کرنے والے قرآن کی آیتوں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں لیکن اگر آج مسلمانوں میں سے لوگ جھگڑا کرنے لگیں کہ یہ آیت جو ہے اس پر عمل نہیں ہو سکتا اور یہ آیت تو سمجھ میں نہیں آتی اور یہ پرانے زمانے کی فرسودہ باتیں ہیں پرانی باتیں ہیں اور یہ تو بہت گئی گزری باتیں ہیں یہ جھگڑا ہے اور آپ دیکھیں کہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ قرآن کے بارے میں کہ آج مسلمان ایسی ایسی جسارتیں کرتے ہیں کہ روح اس تصور سے کانپ جاتی ہے۔ قرآن پر عمل نہ کرنا یہ ایک گناہ ہے اور دوسرا یہ کہ قرآن پر عمل نہ کرتے ہوئے قرآن کو اپنی مرضی کے غلط معنی پہنانے کی کوشش کرنا کہ قرآن میں ایسے ہے۔ جیسی زندگی گزر رہی ہے قرآن کو کہنا کہ قرآن میرے مطابق ڈھل جائے خود اپنے آپ کو قرآن کے مطابق نہیں ڈھالنا یہ بہت زیادہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کو عبرت کے لئے کہا جا رہا ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں کو توجہ دلائی جا رہی ہے۔ **فَلَا يَغْرُرْكَ** پس تجھے دھوکہ نہ دے تو **(غ ر ر)** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ دھوکہ دینا غرور تو

کہا جا رہا ہے کہ تمہیں دھوکہ نہ دے "**كَ**" کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کے لئے آئی ہے اور اس سے مراد تمام مسلمان ہیں اصل میں رسول اللہ سے کہا جا رہا ہے رسول اللّٰہ کو تو کوئی دھوکہ تھا ہی نہیں اور نہ مسلمانوں کو کوئی دھوکہ تھا تو پھر کیا بات ہے ؟ اصل بات یہ ہے کہ اہل مکہ کو ڈانٹا جا رہا ہے قریش کے جو متکبرین ہیں جن کو اپنی اقتدار اپنی سیاست اپنی امارت پر گھمنڈ تھا تو اللہ تعالیٰ ان کو ڈرا رہے ہیں ان کو دھمکی دے رہے ہیں تنبیہ کر رہے ہیں تو کیا کہا؟ **فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ** کہ آپ کو دھوکہ نہ دے اور آپ کو پتہ ہے **(ق ل ب)** کے معنی ہوتے ہیں حالت کی تبدیلی اور انقلاب بھی اسی سے ہے دل کو بھی کہتے ہیں دل کی حالت بدلتی رہتی ہے تو یہاں پر **تَقَلُّب** کا لفظ آیا ہے اور "**ت**" کا شروع میں اضافہ ہے "**ل**" کا اضافہ ہے تو **تَقَلُّب** کے معنی ہوتے ہیں چلت پھرت۔ چلت پھرت کیسے؟ کہ جس کے پاس ہو دولت جس کے پاس ہو گاڑی جس کے پاس ہو کرسی یا منصب دولت نوکر چاکر تو کیا ہے کبھی ایک گاڑی پر جا رہا ہے کبھی دوسری گاڑی پر آ رہا ہے کبھی ایک گھوڑے پر کبھی دوسری گھوڑے پر کبھی ایک خادموں کا دستہ ہے کبھی نوکر ہے خدام ہیں ہشام ہے تو آتا جاتا ہے بڑی اس کی چلت پھرت ہوتی ہے **چلنیاں پھرنیاں** تو ایسے لگتا ہے کہ وہ خوب گھومتا پھرتا ہے خوب آتا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی ایک بات اور ہے اور وہ بات کیا ہے کہ اللہ رب العزت یہاں پر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں یہ بات بتا رہے ہیں کہ اہل مکہ تجارت کرتے تھے اور مختلف شہروں میں آتے جاتے تھے۔ تاجر کون ہوتے ہیں؟ تاجر مالدار ہوتے ہیں امیر ہوتے ہیں دولت ان کے پاس ہوتی ہے دوسرے شہروں میں آتے تو کثیر نفع حاصل کرتے تو اپنے آپ کو یہ بہت سمجھ رہے ہیں کہ ہم تاجر ہیں ہم دنیا میں آتے جاتے ہیں ہمیں خوب پتہ ہے دولت ہمارے پاس ہے نوکر چاکر اور کیا ہے **تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ** بلد کی جمع **بِلَادِ** ہے شام کا علاقہ یمن کا علاقہ اردگرد کا علاقہ جہاں وہ تجارت کے لئے جاتے تھے تو اے مسلمانوں ان کی یہ تجارت ان کی یہ چلت پھرت ان کا یہ عروج کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں دھوکے میں ڈال دے

آیت نمبر 5۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ

ترجمہ۔ اِن سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم بھی جھٹلا چکی ہے، اور اُس کے بعد بہت سے دوسرے جتھوں نے بھی یہ کام کیا ہے ہر قوم اپنے رسول پر جھپٹی تاکہ اُسے گرفتار کرے اُن سب نے باطل کے ہتھیاروں سے حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کی مگر آخر کار میں نے ان کو پکڑ لیا، پھر دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ اب اللہ تعالیٰ تاریخ سے دلیل دیتے ہیں مثال دیتے ہیں **كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ** جھٹلایا ان سے پہلے **كَذَّبَتْ** واحد مؤنث کا صیغہ یہ قوم کی وجہ سے آیا ہے جھٹلایا ان سے پہلے **قَوْمُ نُوحٍ** نوح علیہ السلام کی قوم نے اور وہ کیسی عظیم قوم تھی تو کیسا ان پر عذاب آیا اور **وَالْأَحْزَابُ** اور گروہوں نے **حزب** کی جمع ہے **أَحْزَاب** اور **الْأَحْزَابُ** سے پھر مراد کون ہے؟ **الْأَحْزَابُ** سے مراد وہ تمام قومیں اور وہ تمام لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا جنہوں نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا تو کیا فرمایا اللہ رب العزت نے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو **قَوْمُ نُوحٍ** بھی تھی **الْأَحْزَابُ** بھی تھے اور **الْأَحْزَابُ** سے آپ وہ تمام قومیں مراد لے سکتی ہیں قوم عاد ہے قوم ثمود ہے قوم فرعون ہے شعیب علیہ السلام کی قوم ہے لوط علیہ السلام کی قوم ہے تو **الْأَحْزَابُ** کہہ کر **(جمع)** ایک کا ذکر کر کے بہت کا ذکر کر دیا کیونکہ **الْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ** ان کے بعد تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ہی نہیں اور بھی بہت سی قوموں نے جھٹلایا۔ **وَهَمَّتْ** اور **هَمَّ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ ارادہ کرنا آپ کہتے ہیں ہمت ہی نہیں ہو رہی تو **هَمَّتْ**

مضبوط ارادہ اور پھر آپ جو ارادہ کرتے ہیں اس کو پورا بھی کرنے لگیں آپ پیچھے بھی پڑھ چکی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں پڑھا تھا **وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ** **(24- یوسف)** کہ حضرت یوسف علیہ السلام وہ بھی آگے بڑھتے اللہ کی برہان نہ دیکھ لیتے اور **وَاِذْ هَمَّتْ طَّآ ئِفَتٰنِ (122- آل عمران)** کہ دو گروہوں نے ارادہ کیا۔ تو ارادہ کرنا آگے بڑھنا **وَهَمَّتْ** اور ارادہ کیا **كُلُّ أُمَّةٍ** ہر امت نے کیا **بِرَسُولِهِمْ** اپنے رسول کے بارے میں "**بِ**" اپنے رسول کے متعلق قوموں نے کیا ارادہ کیا؟ وہ قومیں ایسی جھٹلانے والی تھیں اور اس طرح سے وہ انکار کر رہی تھیں کہ انہوں نے اپنے رسولوں کے بارے یہ سوچا کہ گویا کہ ان کے رسول سچ نہیں بول رہے اور انہوں نے ان کو جھوٹا سمجھا اور ان کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا کہ ان کو پکڑ کر قتل کر دیں گی نعوذ باللہ۔ آپ دیکھیں کہ غالب آنا جھگڑا کرنا صرف یہ ہی نہیں کہ انہوں نے رسولوں کا انکار کیا بلکہ آگے بڑھ کر وہ رسولوں کو ختم کرنے کے بارے میں سوچنے لگیں **وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ** اور ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں ارادہ کیا **لِيَأْخُذُوهُ** کہ اس کو پکڑ لیں۔ پکڑ لیں سے مراد کیا؟ گرفتار کر لیں اور اس کو ختم کر دیں نعوذ باللہ۔ **وَجَادَلُوا** اور ان نے جھگڑا کیا اب یہاں پہ جھگڑے سے مراد کیا ہے؟ **وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ** کہ انہوں نے جھوٹا جھگڑا کیا ،باطل کیا ہے کہ انہوں نے باطل کے ساتھ جھگڑا کیا باطل کا متضاد کیا ہوتا ہے؟ حق۔ انہوں نے بغیر حق کے جھگڑا کیا رسول کے بارے میں رسول کے پیغام کے بارے میں اور کیوں کر رہے تھے **لِيُدْحِضُوا** کے معنی کیا ہیں؟ تاکہ وہ زائل کر دیں **لِيُدْحِضُوا** اس کو اصل میں آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں **(د ح ض)** کے معنی ہوتے ہیں جیسے مذبح کا پاؤں پٹخنا جیسے کسی کو جب ذبح کر دیا جاتا ہے اس کی کیا حالت ہوتی ہے شکست خوردہ ہوتا ہے ڈگمگا چکا ہوتا ہے گر چکا ہوتا ہے ڈھے چکا ہوتا ہے پھسل چکا ہوتا ہے اور پاؤں پٹختا ہے تو پاؤں پھسلنا، مذبح کا پاؤں پٹخنا یا پھر آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں مذبح کا پاؤں پٹخنا سورج کا ڈھلنا مشرق سے نکلتا ہے عروج پر ہے اب ڈھل رہا ہے تو کیا ہے مغرب کی جانب جا رہا ہے شکست کھا چکا ڈھل رہا ہے اسی طرح **اَدْحَضَ** دلیل کو پھسلانا کوئی دلیل دے اور اس کی جو دلیل ہے اس کو شکست دے دی جائے تو یہاں پر اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں کہ یہ جو کفر کرنے والے ہیں یہ جو جھگڑا کرنے والے جھگڑالو لوگ ہیں یہ کیا کر رہے ہیں کیوں پکڑنا چاہتے ہیں رسول کو؟ **لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ** تاکہ وہ اس کو کیا کریں؟ کہ زائل کر دیں **بِهِ** اس کے ساتھ **الْحَقَّ** حق کو اور حق سے مراد کیا ہے؟ کہ رسول نے جو دعوت دی جو قرآن پیش کیا جو پیغام دیا تو اس پر اس کو جھٹلا دیں اس کو شکست دے دیں تو یہاں پر اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ یہ ہے ان کا حال **فَأَخَذْتُهُمْ** پس میں نے پھر ان کو پکڑ لیا پھر میں نے ان کو گرفتار کیا۔ **فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ** پس کیسا تھا میرا **عِقَابِ** تو جیسے پاؤں کے پیچھے ایڑی ہوتی ہے تو اب ان کے عمل کیا تھے ان کے گناہ کیا تھے؟ نمبر 1- ان کا گناہ کیا تھا؟ **يُجَادِلُ**۔ نمبر 2- **كَفَرُوا**۔ نمبر 3- **تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ** اس وجہ سے ان کے اندر غرور اور کبر پیدا ہو گیا تھا چلت پھرت، تجارت دولت کرسی منصب و جاہ وغیرہ۔ نمبر 4- **كَذَّبَتْ**۔ نمبر 5- **وَهَمَّتْ** اور **هَمَّتْ** کا پتہ کیسے چلتا ہے **لِيَأْخُذُوهُ** رسول کو پکڑنا گرفتار کرنا اور یہ کیا چاہتے تھے کہ باطل کو اوپر لے آئیں اور حق کو شکست دے دیں اور اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی بڑی خوبصورت ہمیں ایک حدیث بھی ملتی ہے جس سے پتہ کیا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**ان جدالاً فی القرآن کفر** " کہ بعض جدال قرآن میں کفر ہوتے ہیں۔ کیونکہ جدال **فی القرآن** کو قرآن نے کفر کہا تو رسول اللہ نے بھی یہی فرمایا کیونکہ قرآن کے بارے میں اپنی رائے دینا اپنی من مانی تفسیر کرنا اپنی مرضی سے اس کے بارے میں فتویٰ دے دینا تو یہ کفر ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دو لوگوں کی آواز سنی جو کسی آیت قرآن کے متعلق جھگڑ رہے تھے آپ غضبناک ہو کر باہر تشریف لائے آپ کے چہرہ مبارک سے غصے کے آثار محسوس ہو رہے تھے

اور فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ وہ اللہ کی کتاب میں جدال کرنے لگی تھیں (امام مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے) تو یہ جدال جس کو قرآن بھی کفر کہتا ہے اور حدیث بھی کفر کہتی ہے اور اس وجہ سے اللہ کا عذاب آجائے **فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ** اس کے کیا معنی ہیں اس کے معنی یہ ہیں نمبر 1۔ قرآنی آیات پر طعن کرنا اور فضول قسم کے شبہات نکال کر اس میں جھگڑا کرنا۔ نمبر 2۔ کسی آیت قرآن کے ایسے معنی بیان کرنا جو دوسری آیات قرآن اور نصوص سنت کے خلاف ہو جو قرآن کی تحریف کے درجے میں آ جائیں۔ کیونکہ قرآن کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کرتی ہے۔ پھر اسی طرح کسی آیت سے احکام اور مسائل حاصل کرنے چاہئیں لیکن کسی آیت کو باہر نکال لینا اس کو اس کے reference سے نکال کر الگ سے پھر اس کے معنی بیان کرنا بعض لوگ ایسے بھی کرتے ہیں کہ قرآن کی آیات کو قرآن کے اندر نہیں سمجھتے (کیونکہ ایک آیت کا تعلق دوسری آیت سے ہوتا ہے پیچھے سے بھی آگے سے بھی سیاق و سباق جسے آپ کہتے ہیں) بعض لوگ درمیان میں سے اس حصےکو نکال لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ لو جی اس کا تو یہ مطلب ہے ہی نہیں جو لوگ بیان کرتے ہیں۔ تو یہ بھی کفر ہے تو اللہ رب العزت یہاں یہ کیا بتا رہے ہیں کہ مجادلہ کرنے والے کفر کرنے والے اور جھٹلانے والے ایسے ہیں۔ **فَأَخَذْتُهُمْ** پس میں نے ان کو پکڑ لیا **فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ** پھر کیسا تھی میری پکڑ اور جیسے آپ پیچھے بھی پڑھ چکی ہیں **فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ (21۔ القمر)** تو کیسی تھی میری پکڑ اور کیسا تھا میرا عذاب آیت نمبر 6 میں کہا

آیت نمبر 6۔ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ
ترجمہ۔ اِسی طرح تیرے رب کا یہ فیصلہ بھی اُن سب لوگوں پر چسپاں ہو چکا ہے جو کفر کے مرتکب ہوئے ہیں کہ وہ واصل بجہنم ہونے والے ہیں

وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ اور اس طرح پوری ہو چکی **حَقَّتْ** پوری طرح ثابت ہو گئی اللہ رب العزت نے کیا کیا ؟ کہ ثابت کر دیا۔ کیا؟ **كَلِمَتُ رَبِّكَ** اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ تیرے رب کے کلمات حق ہو گئے یہ **كَلِمَةٌ** کی جمع ہے **كَلِمٰتٍ** اور اس سے کلمات عذاب مراد ہے اللہ کے عذاب کا فیصلہ حق ہو چکا۔ کن پر؟ **عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا** جن لوگوں نے کفر کیا اور کیا ہے فیصلہ؟ **أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ** یہ ہیں آگ والے یہ آگ کے ساتھی ہیں یہ دوزخ میں جانے والے ہیں تو آیت نمبر 1 سے 6 تک قرآن مجید پر ایمان نہ لانے والے قرآن کو جھٹلانے والے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے دلائل دیئے ہیں اللہ نے اپنا تعارف کروایا ہے اور بتایا ہے کہ جو لوگ قرآن کا انکار کرتے ہیں اللہ کا انکار کرتے ہیں آخرت کا انکار کرتے ہیں تو پھر اللہ کی پکڑ ان لوگوں کے لئے بڑی ہی سخت ہے